قادیانیوں کے لیے نجات کا آخری راستہ!

مولانا زاہد الراشدی

قادیانی جماعت نے مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے ایک سو سال مکمل ہونے پر ۲۲ر مئی کو چناب نگر میں صد سالہ تقریبات کا اہتمام کیا اور قادیانی جماعت اس نوعیت کی تقریبات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ اہل اسلام کی مختلف جماعتوں نے بھی اس موقع پر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے 'جوابِ آں غزل'' کے طور پر جلسے کیے ہیں اور تمام بڑے مکاتبِ فکر نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے۔ چنانچہ بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والی جمعیت علمائے پاکستان نے ۲۴ر مئی کو مینار پاکستان کے گراؤنڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث نے ۲۲ر مئی کو چنیوٹ میں خاتم النبیین کانفرنس کے نام سے اجتماع کیا۔ مجلس احرار اسلام نے ۲۵ر مئی کو چناب نگر (سابق ربوہ) میں ختم نبوت سیمینار کے عنوان سے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے مولانا محمد الیاس چنیوٹی کی زیر قیادت ۲۶ر مئی کو ایوانِ اقبال لاہور میں ''ختم نبوت کانفرنس' کا اہتمام کیا، جس میں دیوبندی مکتبِ فکر کے سرکردہ علماء کرام کے علاوہ جماعتِ اسلامی کے رہنما جناب لیاقت بلوچ اور جمعیت اہلحدیث کے رہنما علامہ ابتسام الٰہی ظہیر نے بھی خطاب کیا اور اس طرح تحریک ختم نبوت میں گزشتہ ایک سو سال سے شریک کم و بیش تمام اہم طبقات نے مرزا غلام قادیانی کے سو سالہ یومِ وفات اور قادیانیوں کی صد سالہ تقریبات کے پس منظر میں اپنے مؤقف اور جذبات کا ایک بار پھر اعادہ کیا ہے۔

چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے ختم نبوت سیمینار میں راقم الحروف کو اس موضوع پر قدرے تفصیل کے ساتھ اظہارِ خیال کا موقع ملا۔ جس کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ قادیانی جماعت اپنے بانی کی وفات کے ایک سو سال مکمل ہونے پر یہ سال پورے کا پورا صد سالہ تقریبات کے طور پر منا رہی ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ قادیانی مذہب پر ایک صدی کا مکمل ہونا اور اس کے بعد بھی اس کا موجود رہنا اس کی صداقت کی ایک دلیل ہے، لیکن یہ بات درست نہیں۔ اس لیے کہ ایران کے بابیوں اور بہائیوں کی تاریخ اس سے بھی پہلے کی ہے اور بلوچستان کے ساحل پر آباد ذکریوں کی تاریخ تو کم و بیش چار صدیوں پر محیط ہے۔ یہ دونوں مذاہب بھی مرزا بساط اللہ شیرازی اور مُلّا نور محمد اٹکی کے دعوائے نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لیے کسی مذہب کے وجود پر ایک صدی گزر جانے کو اس کی سچائی اور صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

دوسری بات جو میں قادیانی جماعت کی قیادت سے عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ قادیانیوں کو اس زمینی حقیقت پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ گزشتہ ایک صدی میں ان کی تمام تر تگ و دو اور جد و جہد کا بنیادی نکتہ یہ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں پر ایمان رکھنے کے باوجود انھیں ملتِ اسلامیہ کا حصہ تسلیم کیا جائے اور مسلمان انھیں اپنے ساتھ شامل کریں، لیکن پوری دنیا میں اس کے لیے محنت کے باوجود اس بنیادی نکتہ میں قادیانیوں کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور آج صورت حال یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں مسلمانوں کا کوئی بھی طبقہ کسی سطح پر بھی قادیانیوں کو ملتِ اسلامیہ کے وجود کا حصہ تسلیم کرنے اور اپنے دینی و ملی معاملات میں شریک کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، بلکہ اس نکتہ پر اگر قادیانی جماعت ایک سو سال مزید بھی محنت کر لے تو اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس حوالے سے صورت حال آج بھی ایک سو سال قبل جیسی ہے کہ اگر مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ کو درست سمجھتے رہیں تو انھیں اپنے مذہب کے لیے اسلام سے الگ کوئی اور شناخت قائم کرنا ہوگی اور اگر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ وابستگی ضروری سمجھتے ہیں تو مرزا غلام قادیانی کے دعاوی سے برأت کا اعلان کرنا ہوگا۔ اس کے لیے کوئی تیسرا راستہ نہ اب سے ایک صدی قبل موجود تھا نہ اب موجود ہے اور نہ ہی آئندہ قیامت تک اس کا کوئی امکان ہوسکتا ہے۔ اس لیے قادیانی قیادت کو سنجیدگی کے ساتھ اس معروضی حقیقت کا جائزہ لینا چاہیے اور دونوں میں سے کسی ایک راستے کا فیصلہ کر کے یکسو ہو جانا چاہیے۔

تیسری گزارش قادیانی جماعت کے قائدین سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے تین حضرات میں سے ایک مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی کے حالات کا مطالعہ کریں اور ان سے سبق حاصل کریں۔ کیوں کہ قادیانی کی ان سے بہت مماثلت ہے اور میری دیانتدارانہ اور مخلصانہ رائے ہے کہ قادیانیوں کو طلیحہ بن خویلد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خود کو اس بحران اور کنفیوژن سے نجات دلانا چاہیے، جو خود ان کا اپنا پیدا کردہ ہے اور جس پر بے جا ضد کر کے وہ اپنا اور مسلمانوں کا وقت خواہ مخواہ ضائع کر رہے ہیں۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تین افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا: (۱) یمن کا اسود عنسی (۲) یمامہ کا مسیلمہ کذاب (۳) بنو اسد کا طلیحہ بن خویلد۔

اسود عنسی صنعاء میں اپنے محل کے اندر ہی حضرت فیروز دیلمیؓ کی چھاپہ مار کارروائی میں مارا گیا تھا۔ مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت مسلمانوں کی فوج سے جنگ کرتے ہوئے حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا، جب کہ اس کے ساتھ نبوت کی ایک خاتون دعویدار سجاح بھی تھی جس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

طلیحہ بن خویلد نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تھا مگر اپنے قبیلہ بنو اسد میں جا کر اس نے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کے لیے

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج بھیجی ۔ اس کے مقابلہ میں طلیحہ کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس کی جنگ ہوئی، جس میں اسے پھر شکست ہوئی اور وہ فرار ہوگیا، مگر اس کے ہاتھوں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معروف صحابی حضرت عطاشہ بن محصن فزاری اور حضرت ثابت بن رقوم انصاریؓ شہید ہوگئے۔ طلیحہ بن خویلد فرار ہوکر شام کے غسانی حکمران جبلہ کے ہاں پناہ گزین ہوگیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے اپنی سابقہ غلطیوں کی معافی چاہی اور دوبارہ مسلمان ہوکر زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے عکاشہ رضی اللہ عنہ اور اور ثابت بن رقوم رضی اللہ عنہ کا قتل یاد دلایا تو طلیحہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو میرے ہاتھوں جنت بھجوادیا ہے اور مجھے ان کے ہاتھوں دوزخ میں جانے سے بچالیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بطور مسلمان زندگی بسر کرسکتا ہے۔ لیکن ان دو جوانوں کی شہادت کے باعث میرے دل میں محبت کا مقام حاصل نہیں کرسکتا، چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ طلیحہ نے سچی توبہ کی اور جہاد کے مختلف معرکوں میں دادِ شجاعت دی۔ وہ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور اصحابِ تاریخ کا کہنا ہے کہ جلولاء کے مقام پر مسلمانوں کی فوج کی پیش قدمی اس کی بہادری اور جرأت کی مرہونِ منت تھی، بلکہ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ طلیحہ بن خویلد اسدی نے نہاوند کی جنگ میں مجاہدانہ کردار ادا کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کے لیے صحیح راستہ وہی ہے جو حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی نے اختیار کیا تھا۔ مغربی ممالک کی پشت پناہی زیادہ دیر تک قادیانیوں کے کام نہیں آئے گی اور انھیں بہر حال اپنے لیے یکسوئی کا کوئی راستہ اختیار کرنا ہوگا؟ آخر کب تک وہ امریکہ اور مغربی ممالک کے سہارے پر اپنے آپ کو زندہ رکھ سکیں گے۔

عبداللطیف خالد چیمہ کی بیرون ملک روانگی

مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۰ر جولائی ۲۰۰۸ء کو بیرونی سفر پر روانہ ہوجائیں گے۔ عمرہ اور حرمین شریفین کی حاضری کے بعد ۲۰ر جولائی کو جدہ سے لندن جائیں گے اور تقریباً ایک ماہ برطانیہ قیام کریں گے۔ اس دوران وہ مختلف شہروں کا دورہ کریں گے اور ممتاز برطانوی علماء کرام اور دانشوروں سے موجودہ عالمی صورتحال پر مشاورت کے علاوہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی تازہ صورت حال اور احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے کام کا جائزہ لیں گے۔ برطانیہ میں ان سے درج ذیل فون نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

لندن: 0208-5500104　　گلاسگو: 0141-4182353, 0141-5563700

موبائل: 07931328667